

اسرائیل کو غیر تسلیم شدہ قرار دینا: ذمہ داری، مساوات اور پائیدار امن کی طرف ایک راستہ

اسرائیلی-فلسطینی تنازعہ، جو سات دہائیوں سے زائد عرصے سے جاری ہے، جدید تاریخ کے سب سے پیچیدہ اور اخلاقی طور پر بھاری تنازعات میں سے ایک ہے۔ اسرائیل، جو 1 جون 2025 تک اقوام متحدہ کے 165 رکن ممالک سے تسلیم شدہ ہے، پر الزام ہے کہ اس نے بین الاقوامی قانون کی منظم خلاف ورزی کی، جن میں جنگی جرائم، انسانیت کے خلاف جرائم، اور خاص طور پر غزہ اور مغربی کنارے میں اس کی فوجی کارروائیوں میں نسل کشی شامل ہے۔ انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس (ICJ) اور انٹرنیشنل کرمنل کورٹ (ICC) نے بے مثال اقدامات اٹھائے ہیں، جہاں جنوبی افریقہ نے ICJ میں اسرائیل کے خلاف نسل کشی کا مقدمہ دائر کیا اور ICC نے 2024 میں اسرائیلی وزیر اعظم بنجمن نیتن یاہو اور سابق وزیر دفاع یوآو گالانت کے لیے گرفتاری کے وارنٹ جاری کیے۔ ان اقدامات کے باوجود، ذمہ داری ابھی تک دور ہے، بنیادی طور پر اسرائیل کی تسلیم شدہ ریاست کے طور پر حیثیت اور اسے امریکہ جیسے اتحادیوں سے ملنے والی تحفظ کی وجہ سے۔ یہ مضمون دلیل دیتا ہے کہ عالمی برادری کو ایک جرات مندانہ قدم اٹھانا چاہیے: اسرائیل کو ایک ریاست کے طور پر تسلیم نہ کرنا، تمام سفارتی اور معاشی تعلقات منقطع کرنا، اسرائیلی دفاعی فورسز (IDF) کو دہشت گرد تنظیم کے طور پر نامزد کرنا، اور ان کے علاقوں میں داخل ہونے والے مبینہ جنگی مجرموں اور دہشت گردوں پر عالمگیر دائرہ اختیار نافذ کرنا۔ یہ اقدامات نہ صرف اسرائیل کو جوابدہ بنائیں گے بلکہ امن مذاکرات میں برابری کو یقینی بنائیں گے، اسرائیلی اور فلسطینی نمائندوں کو برابر کے طور پر مذاکرات کرنے پر مجبور کریں گے اور اسرائیل کو بین الاقوامی مشروعیت دوبارہ حاصل کرنے کے لیے سمجھوتے کرنے پر مجبور کریں گے۔

1. اسرائیل کو غیر تسلیم شدہ قرار دینے کی قانونی اور اخلاقی بنیاد

بین الاقوامی قانون کے تحت ریاست کی تسلیمی، جیسا کہ 1933 کے مونٹیویڈیو کنونشن میں بیان کیا گیا ہے، ایک صوابدیدی سیاسی عمل ہے، نہ کہ قانونی ذمہ داری۔ ایک ریاست کے پاس مستقل آبادی، متعین علاقہ، حکومت، اور دیگر ریاستوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔ اگرچہ اسرائیل کاغذی طور پر ان معیارات کو پورا کرتا ہے، اس کے اقدامات

—خاص طور پر 1967 سے فلسطینی علاقوں کی قبضہ، بستیوں کی توسیع، اور بڑے پیمانے پر شہری ہلاکتوں کا باعث بننے والی فوجی کارروائیاں۔ اس کی اس ریاست کے طور پر مشروعیت کو کمزور کرتی ہیں جو بین الاقوامی اصولوں کی پابندی کرتی ہے۔ ICJ کا 2024 کا مشورتی فیصلہ اسرائیل کی قبضہ کو غیر قانونی قرار دیتا ہے، اور ICJ میں جاری نسل کشی کا مقدمہ، جو جنوبی افریقہ، ترکی، اور آئرلینڈ جیسے ممالک کی حمایت سے ہے، اس بات کی بڑھتی ہوئی اتفاق رائے کو اجاگر کرتا ہے کہ اسرائیل کا رویہ بین الاقوامی قانون کی سنگین خلاف ورزیوں پر مشتمل ہے۔

اسرائیل کو غیر تسلیم شدہ قرار دینا اسے اس کی خود مختار حیثیت سے محروم کر دے گا، جس سے وہ قانونی تحفظات ختم ہو جائیں گے جو اسے جوابدہی سے بچاتے ہیں۔ ایک غیر ریاستی ہستی کے طور پر، اسرائیل اب بین الاقوامی عدالتوں میں خود مختار استثنائی سے فائدہ نہیں اٹھائے گا، اور اس کے اقدامات کا جائزہ جنگی قوانین کے بجائے دہشت گردی کے خلاف فریم ورک کے تحت لیا جاسکتا ہے۔ تاریخی مثالیں موجود ہیں: بولیویا نے 2023 میں اور وینزویلا نے 2009 میں غزہ میں اسرائیل کے اقدامات کا حوالہ دیتے ہوئے اسرائیل کی تسلیمی واپس لے لی۔ اگر کافی تعداد میں ریاستیں اس کی پیروی کریں تو اسرائیل کی ریاستی حیثیت غیر قانونی ہو جائے گی، جس سے اس کی پالیسیوں کے ساتھ ایک حساب کتاب ناگزیر ہو جائے گا۔

2. سفارتی اور معاشی تعلقات کا خاتمہ

سفارتی اور معاشی تعلقات کا خاتمہ اسرائیل پر اپنی خلاف ورزیوں سے نمٹنے کے لیے دباؤ کو بڑھائے گا۔ سفارتی طور پر، اس کا مطلب ہوگا سفارت خانوں کی بندش، اسرائیلی سفارت کاروں کی بے دخلی، اور اقوام متحدہ جیسے بین الاقوامی فورمز میں اسرائیل کی شرکت کی معطلی۔ معاشی طور پر، اس میں جامع پابندیاں عائد کرنا، تجارت پر پابندی، اور اسرائیلی کمپنیوں سے سرمایہ کاری واپس لینا شامل ہوگا، خاص طور پر وہ جو قبضے میں ملوث ہیں، جیسے کہ غیر قانونی بستیوں میں کام کرنے والی کمپنیاں۔ بوائیکاٹ، ڈیوٹمنٹ، اینڈ سینکشنز (BDS) تحریک نے عالمی سطح پر پہلے ہی زور پکڑا ہے، جس میں آئرلینڈ اور اسپین جیسے ممالک نے 2024 میں اسرائیلی بستیوں کے ساتھ تجارت کو محدود کرنے کے اقدامات کیے ہیں۔ ایک وسیع تر معاشی بائیکاٹ اسرائیل کی معیشت کو سخت نقصان پہنچائے گا۔ اس کا 2024 کا جی ڈی پی 548 بلین ڈالر بڑی حد تک ایکسپورٹ پر، خاص طور پر ٹیکنالوجی اور اسلحہ کے شعبوں میں، امریکہ اور یورپی یونین پر منحصر ہے۔

ایسی تدابیر اسرائیل کو بین الاقوامی سطح پر الگ تھلگ کر دیں گی، جیسا کہ 1980 کی دہائی میں جنوبی افریقہ کے اپارٹھائیڈ نظام پر عائد پابندیوں نے کیا، جس نے آخر کار اس نظام کو مذاکرات پر مجبور کیا۔ اسرائیل کی بین الاقوامی حمایت پر انحصار، خاص طور پر امریکہ سے، جو سالانہ 3.8 بلین ڈالر کی فوجی امداد فراہم کرتا ہے، اسے مربوط معاشی دباؤ کے سامنے کمزور بناتا ہے۔ اگر امریکہ، بدلتی

ہوئی عوامی رائے (مثلاً، 2024 کے گیلپ سروے میں غزہ میں اسرائیل کے اقدامات کی 55 فیصد عدم منظوری دکھائی گئی) سے متاثر ہو کر اپنی حمایت کم کرتا ہے، تو اسرائیل کو اپنی پالیسیوں کو تبدیل کرنے کے لیے اہم ترغیبات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

3. IDF کو دہشت گرد تنظیم کے طور پر نامزد کرنا

IDF کو دہشت گرد تنظیم کے طور پر نامزد کرنا اسرائیل کو غیر تسلیم شدہ قرار دینے کا ایک فطری نتیجہ ہوگا۔ گلوبل ٹیررزم ڈیٹابیس (GTD) کی تعریف کے مطابق، دہشت گردی میں "غیر ریاستی اداکار کی طرف سے غیر قانونی طاقت اور تشدد کا دھمکی آمیز یا اصل استعمال شامل ہوتا ہے تاکہ خوف، جبر یا دھمکی کے ذریعے سیاسی، معاشی، مذہبی یا سماجی مقصد حاصل کیا جاسکے۔" اگر اسرائیل اب ایک ریاست نہ رہے، تو IDF کے اقدامات—جیسے کہ 2024 میں رافہ کے ایک خیمہ کیمپ پر 2000 پاؤنڈ کے ہنر بستر بموں سے بمباری، جس سے درجنوں بے گھر شہری ہلاک ہوئے، یا بھوک سے مرتے فلسطینیوں کو امدادی تقسیم کے مقامات پر لالچ دے کر گولیاں مارنا—اس تعریف کے دائرے میں آتے ہیں۔ یہ اقدامات، جو فی الحال جنگی جرائم کے طور پر جائزہ لیے جاتے ہیں، کو دہشت گردی کے طور پر دوبارہ درجہ بندی کیا جائے گا، جو کہ ISIS یا القاعدہ جیسے گروہوں کے اسی طرح کے اقدامات کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

قانونی مضمرات گہرے ہیں۔ ریاستیں قومی قوانین کے تحت IDF کو دہشت گرد تنظیم کے طور پر نامزد کر سکتی ہیں، جیسے کہ امریکہ کی فارن ٹیررسٹ آرگنائزیشن (FTO) فہرست یا یورپی یونین کی دہشت گردوں کی بلیک لسٹ، جس سے پابندیاں، اثاثوں کی منجمد، اور IDF کے ارکان اور حامیوں پر سفری پابندیاں ممکن ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر، وہ افراد جو فریڈم فلوئڈ پر حملوں کی ترغیب دیتے ہیں، جیسے کہ گریٹا تھنبرگ جیسے کارکنوں کو لے جانے والے جہازوں کو ڈوبنا، برطانیہ کے 2006 کے دہشت گردی ایکٹ یا یورپی یونین کے ہدایت نامہ 2017/541 جیسے قوانین کے تحت دہشت گردی کی ترغیب کے جرم میں مقدمہ چلایا جاسکتا ہے۔ یہ ان لوگوں پر بھی لاگو ہوگا جو IDF کو مادی تعاون فراہم کرتے ہیں، جیسے کہ ہتھیاروں کے سپلائرز یا عطیہ دہندگان، جیسے کہ امریکہ میں U.S.C. § 2339B 18 جیسے فریم ورک کے تحت۔

4. عالمگیر دائرہ اختیار کا نفاذ

عالمگیر دائرہ اختیار ریاستوں کو سنگین بین الاقوامی جرائم، جیسے کہ دہشت گردی، کے لیے افراد پر مقدمہ چلانے کی اجازت دیتا ہے، چاہے وہ جرم کہیں بھی ہوا ہو یا مرتکب کی قومیت کچھ بھی ہو۔ اگر IDF کو دہشت گرد تنظیم کے طور پر نامزد کیا جاتا ہے، تو ریاستیں اپنے علاقوں میں داخل ہونے والے IDF کمانڈرز، فوجیوں، اور اسرائیلی حکام پر عالمگیر دائرہ اختیار نافذ کر سکتی ہیں۔

مثال کے طور پر، 2024 کے رافہ بم دھماکے کے ذمہ دار ایک کمانڈر کو اسپین یا بیلجیم میں گرفتار کیا جاسکتا ہے، جہاں عدالتیں ایسی مقدمات کی پیروی کی تاریخ رکھتی ہیں (مثلاً، 2001 میں بیلجیم کا ایریل شیرون کے خلاف صبرا اور شتیلا قتل عام کا مقدمہ)۔

ICC کے 2024 کے نیتن یاہو اور گالانٹ کے لیے گرفتاری کے وارنٹس نے پہلے ہی ایک نظیر قائم کی ہے، لیکن اسرائیل کی ICC میں غیر رکنیت اور امریکہ کی تحفظ کی وجہ سے نفاذ میں رکاوٹ ہے۔ عالمگیر دائرہ اختیار ان رکاوٹوں کو نظر انداز کرتا ہے، کیونکہ انفرادی ریاستیں آزادانہ طور پر عمل کر سکتی ہیں۔ یہ اسرائیلی حکام کے لیے بیرون ملک سفر کرنے پر گرفتاری کا مستقل خطرہ پیدا کرے گا، جو نیورمبرگ اصول کو تقویت دیتا ہے کہ افراد بین الاقوامی جرائم کے لیے ذمہ دار ہیں، چاہے وہ احکامات کی پیروی کر رہے ہوں۔ یہ مستقبل کی خلاف ورزیوں کو بھی روکے گا، یہ اشارہ دیتے ہوئے کہ اب استثنیٰ کی ضمانت نہیں ہے۔

5. امن مذاکرات میں مساوات کو نافذ کرنا

ان اقدامات کا ایک اہم نتیجہ اسرائیلی-فلسطینی امن مذاکرات میں برابری کو یقینی بنانا ہوگا۔ فی الحال، اسرائیل ایک تسلیم شدہ ریاست کے طور پر طاقت کی پوزیشن سے مذاکرات کرتا ہے، جس کے پاس ایک طاقتور فوج ہے، جو امریکہ کی حمایت سے ہے۔ فلسطین، جو 139 ممالک سے تسلیم شدہ ہے لیکن بڑی مغربی طاقتوں سے نہیں، کو ایک غیر ریاستی ہستی کے طور پر سمجھا جاتا ہے، جو اکثر فلسطینی اتھارٹی (PA) یا حماس کے ذریعے نمائندگی کرتی ہے، جسے کئی ممالک دہشت گرد تنظیم کے طور پر نامزد کرتے ہیں۔ یہ عدم توازن معنی خیز مذاکرات کو کمزور کرتا ہے، کیونکہ اسرائیل کو سمجھوتے کرنے کے لیے بہت کم دباؤ کا سامنا ہے۔

اسرائیل کو غیر تسلیم شدہ قرار دینا اور IDF کو دہشت گرد تنظیم کے طور پر نامزد کرنا اس متحرک کو بدل دے گا۔ اسرائیل اپنی ریاستی حیثیت کھو دے گا، جس سے وہ فلسطینی نمائندوں کے ساتھ برابری سطح پر آجائے گا۔ دونوں فریقوں کو غیر ریاستی اداکاروں کے طور پر سمجھا جائے گا، ممکنہ طور پر مسلح گروہوں (IDF اور حماس) کو دہشت گرد تنظیموں کے طور پر نامزد کیا جائے گا۔ یہ قانونی مساوات دونوں فریقوں کو ریاستی حیثیت کے عدم توازن کے بغیر مذاکرات پر مجبور کرے گی، اسرائیل کو فلسطینیوں کے بنیادی مطالبات، جیسے واپسی کا حق، قبضے کا خاتمہ، اور ایک قابل عمل فلسطینی ریاست کے قیام کو حل کرنے پر مجبور کرے گی۔

تاریخی مثالیں اس نقطہ نظر کی حمایت کرتی ہیں۔ 1990 کی دہائی میں، جنوبی افریقہ کی اپارٹھائیڈ حکومت، جو عالمی تنہائی اور پابندیوں کا سامنا کر رہی تھی، کو افریقی نیشنل کانگریس (ANC) کے ساتھ مذاکرات کرنے پر مجبور کیا گیا، جسے مغربی ممالک نے پہلے دہشت گرد گروہ کے طور پر نامزد کیا تھا۔ ANC کی نامزدگی بالآخر ہٹا دی گئی، اور دونوں فریقوں نے برابر کے طور پر مذاکرات

کیے، جس سے اپار تھائیڈ کا خاتمہ ہوا۔ اسی طرح، اسرائیل کو غیر تسلیم شدہ قرار دینا اسے فلسطینی نمائندوں کے ساتھ سنجیدگی سے مشغول ہونے پر مجبور کر سکتا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ اس کی بین الاقوامی مشروعیت اور معاشی بقا۔ ایک منصفانہ حل پر منحصر ہے۔

6. اسرائیل کو سمجھوتوں پر مجبور کرنا

بین الاقوامی تسلیمی دوبارہ حاصل کرنے کے لیے، اسرائیل کو اہم سمجھوتے کرنے ہوں گے۔ ان میں شامل ہو سکتے ہیں:

- قبضے کا خاتمہ: مغربی کنارے میں غیر قانونی بستیوں کو ختم کرنا اور 2024 کے ICJ کے فیصلے کے مطابق مقبوضہ علاقوں سے انخلا کرنا۔
- غزہ میں فوجی کارروائیوں کا خاتمہ: فضائی حملوں، ناکہ بندیوں، اور دیگر شہری ہلاکتوں کا باعث بننے والی کارروائیوں کو روکنا، جیسے کہ 2024-2025 کی غزہ کارروائیوں نے، جو غزہ وزارت صحت کے اعداد و شمار کے مطابق 45,000 سے زائد فلسطینیوں کو ہلاک کیا۔
- جنگی جرائم کی ذمہ داری: رافہ بم دھماکے یا اندادی قافلوں پر حملوں جیسے مظالم کے ذمہ دار IDF کمانڈرز اور حکام کو سزا دینے کے لیے ICC اور قومی عدالتوں کے ساتھ تعاون کرنا۔
- فلسطینی ریاستیت کی تسلیمی: دوبارہ تسلیمی کے پیشگی شرط کے طور پر مشرقی یروشلم کو اس کی دارالحکومت کے طور پر کنٹرول سمیت مکمل فلسطینی ریاستیت کی حمایت کرنا۔

تسلیمی دوبارہ حاصل کرنے کی ترغیب بہت بڑی ہوگی۔ ریاستی حیثیت کے بغیر، اسرائیل بین الاقوامی تجارت، مالیاتی نظام، اور سفارتی فورمز تک رسائی کھودے گا۔ اس کی معیشت، جو یورپی یونین اور امریکہ کو ایکسپورٹ پر بہت زیادہ انحصار کرتی ہے، مسلسل پابندیوں کے تحت ٹوٹ جائے گی۔ عالمگیر دائرہ اختیار کا خطرہ اسرائیلی حکام کو بیرون ملک سفر سے بھی روکے گا، جس سے تعمیل کے لیے ذاتی ترغیبات پیدا ہوں گی۔ ریاستیں دوبارہ تسلیمی کا ایک واضح راستہ پیش کر سکتی ہیں: ان سمجھوتوں کو نافذ کریں، بین الاقوامی قانون کی پابندی کا مظاہرہ کریں، اور مشروعیت دوبارہ حاصل کریں۔

7. جوابی دلائل کا جواب دینا

ناقدین استدلال کر سکتے ہیں کہ اسرائیل کو غیر تسلیم شدہ قرار دینا تنازعہ کو بڑھانے کا خطرہ رکھتا ہے، جو ممکنہ طور پر اسرائیل کی مبینہ ایٹمی نظریہ، سیمنس آپشن جیسے انتہائی اقدامات کا باعث بن سکتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک جائز تشویش ہے، ایٹمی اضافے کا امکان کم ہے۔ اسرائیل کی طرف سے ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال عالمی بدلہ لینے کو دعوت دے گا، ممکنہ طور پر ایران، پاکستان، چین اور روس کو شامل کرتے ہوئے، اور اس کی اپنی تباہی کو یقینی بنائے گا۔ زیادہ امکان ہے کہ اسرائیل 2024-2025 میں دیکھے گئے روایتی کارروائیوں کو تیز کرے گا، لیکن اس کا مقابلہ بین الاقوامی امن فوج یا سخت پابندیوں سے کیا جاسکتا ہے۔

ایک اور تشویش یہ ہے کہ یہ اقدامات حماس جیسے فلسطینی دھڑوں کو بڑھاوا دے سکتے ہیں، جنہیں کئی ممالک دہشت گرد گروہ کے طور پر نامزد کرتے ہیں۔ تاہم، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، حماس کی اضافہ کرنے کی صلاحیت محدود ہے۔ یہ اسرائیل کی ناکہ بندی اور فوجی کارروائیوں سے شدید طور پر کمزور ہو چکا ہے۔ مزید برآں، IDF کو دہشت گرد گروہ کے طور پر نامزد کرنا مساوات پیدا کرے گا، جو دونوں فریقوں کو باہمی غیر قانونی ہونے سے بچنے کے لیے ڈی ایسکلیشن کی ترغیب دے گا۔

آخر میں، کچھ استدلال کر سکتے ہیں کہ اسرائیل کو غیر تسلیم شدہ قرار دینا ریاستیت کو سیاسی بنانے سے بین الاقوامی قانون کی استحکام کو کمزور کرتا ہے۔ تاہم، ریاستی تسلیمی ہمیشہ ایک سیاسی عمل رہا ہے، جیسا کہ کوسو یا تائیوان جیسے متنازعہ ہستیوں میں دیکھا گیا ہے۔ تسلیمی کو جو اب بھی نافذ کرنے کے ایک آلے کے طور پر استعمال کرنا بین الاقوامی قانون کو سہارا دینے والے انصاف اور انسانی حقوق کے اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

8. نتیجہ

عالمی برادری پر اسرائیل کی بین الاقوامی قانون کی منظم خلاف ورزیوں سے نمٹنے کی اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہے۔ اسرائیل کو ایک ریاست کے طور پر غیر تسلیم شدہ قرار دینا، سفارتی اور معاشی تعلقات کو منقطع کرنا، IDF کو دہشت گرد تنظیم کے طور پر نامزد کرنا، اور مبینہ جنگی مجرموں اور دہشت گردوں پر عالمگیر دائرہ اختیار نافذ کرنا جو ابھی کے لیے بے مثال دباؤ پیدا کرے گا۔ یہ اقدامات اسرائیلی اور فلسطینی نمائندوں کو برابر کے طور پر مذاکرات کرنے پر مجبور کریں گے، امن مذاکرات میں برابری کو یقینی بنائیں گے اور اسرائیل کو قبضے کا خاتمہ، فوجی کارروائیوں کی بندش، اور فلسطینی ریاستیت کی تسلیمی جیسے سمجھوتوں پر مجبور کریں گے تاکہ بین الاقوامی مشروعیت دوبارہ حاصل کی جاسکے۔ اگرچہ اضافے کے خطرات موجود ہیں، لیکن ایک منصفانہ اور پائیدار امن کی صلاحیت ان سے زیادہ ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ دنیا جرات مندانہ اقدام اٹھائے، اور یہ یقینی بنائے کہ اسرائیلی-فلسطینی تنازعہ میں انصاف، مساوات اور انسانی حقوق کی فتح ہو۔